رجسٹرڈ نمبر ایل ۵ ۸۳

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا ❊ (الہام مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

قیمت پیشگی سالانہ عہ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح } صفحہ ۱ و ۲
اخبار احمدیہ }
ویدوں کا ترجمہ ضرور ہونا چاہئے صفحہ ۳
ستارہ صبح اور حکومت نظام } صفحہ ۴
معذرت }
خطبہ جمعہ صفحہ ۵
تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈروں کے سرپرستوں سے ضروری اطلاع صفحہ ۸
وعدۂ حضور پیم سنہ بند صفحہ ۸

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

Digtized by Khilafat Library

جلد ۵ | ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | رجب المرجب ۱۳۳۵ سنہ ہجری | نمبر ۸۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

۱۔ گذشتہ ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت بہت ناساز رہی۔ اور تا حال پیچش کی سخت تکلیف ہے احباب خوب زور سے دعاؤں میں مشغول رہیں۔ کہ خدا تعالےٰ حضور کو صحت بخشے۔

۲۔ جناب حافظ روشن علی صاحب چودہری فتح محمد صاحب تبلیغی دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں (۳) ۱۲ ماہ حال کو بنارس میں آریوں کا جلسہ تھا جس میں جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل کا مباحثہ رام چندر صاحب دہلوی سے سند نجات پر مباحثہ ہوا۔ شیخ صاحب نے اعتراضات کے نہایت عمدگی کے

اخبار احمدیہ

بیعت خلافت

سیدی و مولائی دام اللہ فیوضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اگرچہ ہمیشہ سے حضور کا تابعدار اور اخلاص مند ہوں مگر بعض وجوہات سے تا حال بیعت نہیں کی مگر آج مجھے یہ امر واضح ہو گیا کہ بیعت کی غرض کیا ہے پس میں حضور کو خلیفہ ثانی تسلیم کرتا اور حضور کی بیعت میں داخل ہوتا ہوں۔ قبولیت کا شرف بخشیں اور دعا میں یاد رکھیں اور میرے استقامت کے لئے دعا کریں کمترین محمد حسین بقلم خود سکنہ بٹالہ باہر دروازہ۔

امرتسر میں تبلیغ

بتاریخ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر "برکات اسلام" پر آٹھ بجے شام کے بعد سے شروع ہو کر رات کے ساڑھے دس بجے تک ہوا۔ سامعین کی تعداد میرے خیال میں چار پانچسو کے درمیان تھی۔ ہماری طرف سے اشتہار شائع ہونے پر مخالفین نے بھی وعظ کی منادی کرا دی۔ احتیاطاً ہمنے پولیس میں اطلاع کر کے چند کنسٹبل اور دو سب انسپکٹر انتظام کے لئے حاصل کئے۔ کنسٹبلان کے آنے سے قبل مخالفین نے کوئی پندرہ سولہ کے قریب اینٹوں کے ٹکڑے مجمع میں پھینکے جس سے ایک آدمی اجنبی کی پیشانی پر سخت چوٹ

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ... پریس قادیان میں چھپا)

آئی اور خون جاری ہوگیا اور چند ایک کے خفیف چوٹیں آئیں۔

کوتوال صاحب بھی برابر اخیر تک لیکچر میں شامل رہے حافظ صاحب کا لیکچر بہت ہی دلنشین تھا سامعین نے بڑے آرام سے سنا۔ دوسرے دن صبح ۸ بجے کے بعد جناب چودھری فتح محمد صاحب کا لیکچر انگریزی میں (الہام ....) پر ہوا مجمع خاصہ تھا۔ چودھری صاحب نے برابر ۱½ گھنٹہ تک انگریزی میں تقریر کی اور سامعین نے بغیر کسی قسم کے شور و غل کے بڑے غور سے سنا اور بعد میں چودھری صاحب نے اپنی تقریر کا ترجمہ بھی سنا دیا۔ خاکسار عبداللہ امرتسر

بمبئی میں تبلیغ

اس اتوار کا لیکچر بھی خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر کامیاب رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر میری تقریر تھی سامعین سے ہال بھرا ہوا تھا۔ بلکہ سڑک تک ہجوم تھا۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے ایک نئے طرز پر تبلیغ کرنے کی توفیق بخشی۔ میں نے دیکھا کہ بمبئی کے لوگ اس مجلس میں زیادہ جمع ہو جاتے ہیں۔ جس میں اشعار پڑھے جائیں۔ میں نے اس طریقہ کو اس دفعہ اختیار کیا۔ اور اس مقصد کے لئے حضرت اقدس کی وہ نظم جس میں اپنی صداقت کے دلائل آپ نے دیئے ہیں یعنی یہ الہامی قصیدہ کہ۔ جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود۔ گویم سخن اگرچہ ندارند باورم۔ با واز بلند خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک مصرعہ اور شعر کی پوری پوری تشریح بھی شروع کر دی۔ خدا کے فضل سے کثرت کے ساتھ لوگ جمع ہو گئے اور سارا ہال بھر گیا۔ یہاں تک کہ سڑک پر بھی لوگوں کی کثرت ہو گئی۔ خصوصاً حضرت اقدس کے اس شعر نے۔ چون کافر از ستم ہمہ بستند بیخ بلا۔ مجبوری خدا بسرش کرد ہمسرا لوگوں کو محو کر دیا۔ جیسا یہ شعر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے اس کی بہتر تشریح کرنے کی بھی توفیق دی ہے عیسائیوں کی مسیح پرستی اور اس کی تمام اشاعت حقیقی خدا سے ہے حقیقی اور ظاہر ہوا جس نے حقیقی خدا کا چہرہ دکھایا ہے کا انکار۔ خدا کی عزت اور راست مہربیں مسیح محمدی کی بعثت۔ یہ ایسا بیان تھا کہ ناگزیر طور پر مسیح محمدی کے نام پاک پر خوشی کا اظہار کرنا پڑتا تھا جتنی بار بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مبارک لیتا تھا لوگوں کے چہروں سے خوشی ظاہر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی دوران میں یہ اشعار بھی کہ جن کو سنا سنا کر مولوی صاحبان لوگوں کو بہکاتے اور بھڑکاتے ہیں "عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم" میں خود ذوق اور جوش میں بار بار پڑھتا تھا اور سامعین جھومتے اور سبحان اللہ کہتے تھے۔ غرضیکہ میں نے سارے قصیدہ کو معہ تشریح اور توضیح کے بیان کیا۔ پھر میں نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ایسا انسان جس کی صداقت کے دلائل میں نے اس وقت بیان کئے ہیں۔ اور ایسا پاکیزہ اور پر معارف کلام جس نے تمہارے دلوں کو بھی ہلا دیا۔ کیا معاذ اللہ کافر اور بے دین یا دجال کا ہو سکتا ہے۔ تمہارے مولویوں کو کیا ہو گیا ہے جو نور کو ظلمت اور شیرین کو تلخ بتاتے ہیں اور تم کو بھی یقین کراتے ہیں۔ سچ سچ بتاؤ کیا یہ دجال کے متبعین کا کام ہو سکتا ہے کہ ایسے پرآشوب زمانہ میں جبکہ سمندر کے سفر سے لوگ کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ نہ تو دنیا کے لئے اور نہ وطن پرستی کے لئے۔ بلکہ صرف خدا پرستی اور اسلام کے لئے سمندر کی پرشور لہروں میں ایک شخص اپنے آپکو ڈالدیتا ہے پھر لندن پہونچکر غیر مسلم قوم کو اسلام میں داخل کرتا ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھاتا ہے۔ مولویوں اور صوفیوں بلکہ نوابوں اور جاگیرداروں کو بھی جانے دو ہندوستان میں سینکڑوں سال تک مسلمانوں کی سلطنت رہی لیکن اس زمانہ میں بھی کسی کو یہ توفیق نہ ملی کہ یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے اسلامی مشن بھیجے آج اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک کام ہمارے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ذریعہ کرا رہا ہے۔ اور یہی غریب جماعت ہے جس کو تمہارے مولوی گمراہوں کی جماعت کہتے ہیں وہ کام کر رہی ہے جو کہ صدیوں میں کبھی نہیں ہوا۔ ہمارے مرزا صاحب نے جو درخت لگایا تھا خدا کے فضل سے اس میں اب پھل لگنے لگے ہیں۔ دیکھو کہ شیرین ہے یا تلخ۔ شیرین ہے تو نادان لوگوں کی باتوں میں آ کر اپنے کو ہلاک نہ کرو۔

خدا کی شان جس وقت میں یورپ کی تبلیغ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس وقت اسی مجمع میں ولایت کی ڈاک پہونچی۔ جس میں حضرت مفتی صاحب کا خط تھا۔ اور اس میں ایک ڈاکٹر اور میم کے مسلمان ہونیکا ذکر تھا۔ میں نے اس کو پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا تازہ اور زندہ ثبوت پیش کیا۔ لوگوں نے اس وقت بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

پھر اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کی گئی۔ احمدیوں کے علاوہ سارے سامعین نے آمین کہی۔ جس سے ہال گونج اٹھا پھر حضرت مفتی صاحب کے لئے اور سارے سامعین کے لئے دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

وہیر کہ ضلع گجرات میں تبلیغ

جناب مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی لکھتے ہیں کہ میں دورہ کرتے ہوئے چک ملکے وہیر کہ میں پہنچا۔ اس جگہ کثرت بارش اور ژالہ باری سے سخت نقصان ہوا ہے۔ تمام فصلیں کعصف ماکول ہوگئیں۔ نہ انسانوں کے لئے غلہ ہے اور نہ حیوانوں کے لئے چارہ۔ باشندگان دیہ کو جمع کر کے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور وما کان ربک مہلک القری واھلھا مصلحون۔ وغیرہ وغیرہ آیات پڑھکر موجودہ حالت پر جو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی بیان کیا۔

بصرہ میں تبلیغ

اصغر علیخان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بصرہ لکھتے ہیں کہ ۱۳ مارچ کو احباب جمع ہوئے اور بابو عبد الرحیم صاحب نے حج کے متعلق تقریر کی۔ تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے لوگوں کو مطالعہ کے لئے کتب دی جاتی ہیں۔

ضلع ملتان تبلیغی دورہ

جناب حافظ جمال احمد صاحب ضلع ملتان میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء

ویدوں کا ترجمہ ضرور ہونا چاہیئے

وید وید کی پکار سنتے سنتے کان بہرے ہو گئے۔ دماغ حیران۔ اور دل پریشان ہو گیا۔ مگر آج تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وید چیز کیا ہیں۔ ان کے ماننے والے دعوے بہت کرتے ہیں مگر دلیل کوئی نہیں دیتے۔ باتیں بہت بناتے ہیں۔ مگر نتائج کچھ نہیں پیدا ہوتے۔ سبز باغ بہت دکھاتے ہیں۔ مگر وید اقدس لُٹکا پھل پھول کوئی نہیں پیش کرتے۔ کہتے تو ہیں۔ کہ وید ساری دنیا کے لئے ہدایت۔ تمام جہان کے لئے موجب نجات کل عالم کے لئے رحمت۔ ہمہ بنی نوع انسان کے لئے نعمت الٰہی ہے۔ مگر آج تک دنیا اس ہدایت۔ اس ذریعہ نجات اس رحمت اور نعمت الٰہی سے محروم اور تہی دست ہے۔ دنیا کے دوسرے لوگ تو ویدوں سے کیا فائدہ اٹھائینگے۔ خود انہیں لوگوں کے کثیر حصہ نے جو اس کے تقدس کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ساری عمر میں ان کی شکل وصورت تک نہیں دیکھی اور جنہیں خوش قسمتی سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان میں سے ایک بھی تو ایسا نہیں ہے جو سارے ویدوں کو جانتا ہو۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ خود ویدوں کے ماننے والوں کا اقرار موجود ہے چنانچہ آریہ سماجی اخبار مسافر آگرہ اپنی اشاعت مورخہ ۲۲ مارچ کے لیڈنگ آرٹیکل میں لکھتا ہے۔ "آریہ سماج میں سمپورن ویدوں کا ایک بھی گیاتا موجود نہیں" اب جبکہ ان لوگوں کو خود اقرار ہے کہ ان میں ویدوں کا جاننے والا ایک شخص بھی نہیں ہے۔ تو پھر نہ معلوم وہ کس طرح دعوے کرتے ہیں۔ کہ وہ کتابیں ہیں جنکے احکام پر چل کر لوگوں کو نجات مل سکتی ہے۔ کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں کہ وہ کتب جن کی خوبیوں کے اشتہار دیئے جاتے ہیں جن کی طرف دنیا کو بلایا جاتا ہے۔ جن کے مقابلہ میں دوسروں کی مقدس مذہبی کتب کو شرتی کے سامنے ایک لوت "اور سخت گمراہ کن" وغیرہ کہا جاتا ہے وہ ایسی مجہول الکیفیت ہوں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے نام سوا ایک ان کی حقیقت سے ناواقف اور محض ناآشنا ہوں۔ اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ہو۔ جو ویدوں کو جانتا ہو۔

یہ مسلہ امل ہے کہ جب کسی کامیاب ایجاد کو دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو پیش کرنے والے خود اس کی حقیقت اور تمام اجزاء سے کماحقہ واقف اور آگاہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو اس کے متعلق تمام معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں۔ یہی بات مذہب کے پیش کرنیوالوں میں ہونا ضروری ہے جب وہ ایک مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں کہ اس کے سوا باقی سارے مذہب جھوٹے اور باطل ہیں تو ان کے لئے ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ کہ اپنے مذہب کی حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہوں۔ اور دوسروں کو کر سکیں۔ لیکن ہمارے آریہ بھائیوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے وہ اپنی مذہبی کتابوں یعنی ویدوں کو تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے افضل و اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ تمام دنیا کے مذاہب کو اپنے مذہب کے سامنے گمراہی اور ضلالت کہتے ہیں۔ اور نجات کا ملنا صرف ویدوں کے احکام پر چلنے سے بتاتے ہیں۔ مگر ان کا اپنا حال یہ ہے کہ اپنی زبانی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ جن کتب کو دنیا کے سامنے لاتے ہیں اور جو مذہبی میدان میں ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ہم میں کوئی انکو جاننے والا موجود نہیں۔ ہم مدت سے اس آرزو کو دل میں جگہ دیئے بیٹھے ہیں کہ آریہ صاحبان ہمت سے کام لیکر ویدوں کے مستند ترجمہ شائع کر دیں۔ اور اگر ان میں ایسے آدمی نہیں ہیں جو ویدوں کو جانتے ہوں۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے تو وہ سناتن دھرمی پنڈتوں میں سے اپنے اغنیا کے قابل آدمیوں کو منتخب کر کے اپنے ہی اہتمام سے ترجمہ کرا کے شائع کر دیں۔ تاکہ غافل اور انجان دنیا کو معلوم ہو جائے کہ وید کن معارف کا خزانہ اور کن حقائق کا دفینہ ہیں۔

آریہ اخبارات میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار ویدوں کا ترجمہ شائع کرنے کی تحریکیں ہو چکی ہیں اور بڑے شدومد کے ساتھ ہو چکی ہیں۔ لیکن ہماری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی۔ کہ ایک ایسی تحریک کے سامنے کیوں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں جو ویدوں کو تمام دنیا کے لئے قابل عمل اور ذریعہ نجات بتاتی ہے یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ مالی روکاوٹیں اس تحریک کے بار آور ہونے میں حائل ہیں۔ کیونکہ آریہ صاحبان اس لحاظ سے خوشحال اور کھلے دل کے ساتھ مذہبی امور میں خرچ کرنے والے لوگ ہیں۔ اور آئے دن بڑی بڑی رقمیں مختلف فنڈوں میں دیتے رہتے ہیں۔ اب یا تو تمام آریہ صاحبان کو مسافر آگرہ کے ساتھ متفق ہو کر ویدوں کا ترجمہ نہ شائع کرنے کی یہ وجہ بتانی پڑیگی کہ وہ آریہ سماج میں سمپورن ویدوں کا ایک بھی گیاتا موجود نہیں ہے "یا یہ کہ ویدوں کو جاننے والے تو موجود ہیں۔ لیکن وہ چونکہ ان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ان کی حقیقت سے پورے پورے واقف ہیں۔ اس لئے ویدوں کا پول کھول کر اپنے دشمن آپ نہیں بننا چاہتے۔ اگر پہلی وجہ درست ہے۔ تو آریہ صاحبان کو غور کر لینا چاہیئے۔ کہ ویدک دھرم کس قابل رہ جاتا ہے۔ اور اگر دوسری درست ہے۔ تو پھر ویدوں کی حقیقت ترجمہ ہونے سے پہلے ہی معلوم ہو رہی ہے۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ویدوں کا ترجمہ نہیں شائع کیا جاتا۔ اور انہیں چھپا چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ اگر ان میں کچھ خوبی ہے۔ کوئی فضیلت ہے۔ کچھ حقیقت ہے۔ کوئی صداقت ہے۔ تو مرد وار پیش کر کے دنیا کو قائل کر دو۔ کہ باوجود دنیا کے مطالبہ کے ان کو بستوں میں لپیٹ لپیٹ کر رکھو۔ اور باہر کی ہوا تک نہ لگنے دو۔ اگر اس کے لئے تیار نہیں ہو۔ تو خود ہی بیٹھ رہے ہیں خاموش ہو کر بیٹھ رہو کیونکہ ایسی صورت میں آپ لوگوں کا کوئی حق نہیں

ہے کہ دیگر مذاہب کی ان کتب مقدسہ کو جن کو وہ پہلے طور پر ہر زمان میں ترجمہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ویدوں کے مقابلہ میں ناقص اور گمراہ کن کہو لیکن کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ سافر اگر وہ ایسی مضمون ایں جس میں یا قرار کیا ہے کہ آریہ سماج میں کوئی ایسی وید وں کے جاننے والا نہیں۔ لکھتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف سخت گمراہ کن ہے۔ اور وہ ویدوں کی تعلیم کے مقابل پر ایسی ہی ہے۔ جیسے سورج کے سامنے مٹی کا دیا اغ۔ اس کے متعلق ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب ویدوں کے جاننے والوں میں یا انہی کے بیان کے مطابق کوئی نہیں تو یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ ان کی تعلیم "سورج" کی مانند اور ہدایت سے معمور ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم سخت گمراہ کن اور مٹی کا چراغ ہے۔ اب اگر آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے "کہ قرآن شریف کی تعلیم سخت گمراہ کن ہے" تو یہ بعض دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ تحقیق کی بنا اور صداقت کی غرض سے۔ کاش یہ لوگ دوسروں پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔ اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ہم شیشوں کے مکان میں بیٹھ کر آہنی قلعہ میں بیٹھنے والوں سے کیوں جنگ آزمائی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگر آریہ صاحبان ویدک دھرم کو تمام مذاہب سے اعلیٰ اور برتر سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ ویدک دھرم کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور مقابلہ میں لا کر اسکی فضیلت ثابت کریں۔ جو طریق عمل انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے ان مذہب کی فضیلت ثابت ہونے کی بجائے سخت کمزوری اور نقص ظاہر ہو رہا ہے۔ اور عقلمند اصحاب کو یہ رائے قائم کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ آریہ صاحبان جن کتب پر اپنے مذہب کی بنیاد بتاتے ہیں۔ ان کے مطالب سے وہ بالکل ناواقف ہیں۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو پھر یہ ضرور ہوگا کہ ان میں جو کچھ بھرا پڑا ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ کیا آریہ صاحبان اس رائے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

ستارہ صبح اور حکومت نظام

اخبار "ستارہ صبح" نے جناب ظفر علی صاحب کی اس دفعہ کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے حیدرآباد دکن میں اپنا ذریعہ معاش پیدا کرنے کے متعلق گذشتہ ایام میں کی ہے۔ جہاں ان کے کامیاب ہونے کے متعلق یہ لکھتا ہے۔ کہ "مولوی ظفر علی خان صاحب یکم اپریل کو پیر کے دن بعد مغرب بمبئی میل سے حیدرآباد دکن تشریف لے جائینگے" وہاں اس کامیابی کی وجہ یہ بتاتا ہے۔ کہ

"جو لوگ فرقہ مرزائیہ کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور قادیان کی تحریک کو ایک طرح کا فتنہ سمجھتے ہیں۔ وہ یقیناً مولوی ظفر علی خان صاحب کے حیدرآباد تشریف لے جانے اور عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کو ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ تصور کریں گے۔ جو انہوں نے ستارہ صبح میں قادیانی تحریک کے برخلاف شد و مد سے انجام دی ہیں"

ہم اعلیٰحضرت تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ اور آپ کے ارکان حکومت کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اکتوبر ۱۹۰۹ء کے اس حکم کو جس کی رو سے جناب ظفر علی خان صاحب کو مملکت حیدرآباد سے بدر کیا گیا تھا۔ منسوخ کر کے اس لئے بلا لیا ہے۔ کہ انہوں نے ستارہ صبح میں نہایت امن پسند جماعت احمدیہ کے خلاف زہر دگلہ خامہ فرسائی کر کے اس کے ۔ لوگوں کو مجروح اور اس کے سینوں کو چاک کیا ہے۔ کیونکہ اگر جناب ظفر علی خان صاحب کی یہ کارروائی کسی صلہ اور انعام کی مستحق ہوتی۔ یا کم از کم مستحسن ہی سمجھی جاتی۔ تو سب سے پہلے گورنمنٹ پنجاب اس کی قدر کرتی۔ اور اس کے معاوضہ میں ان کو انعام سے سرفراز فرماتی۔ لیکن ادہر سے جو کچھ ان کی قدر دانی ہوئی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نظام نے جناب ظفر علی خان صاحب کو دوبارہ اپنی مملکت میں بلا کر اسی عہدہ پر جس پر سے انہیں پیشتر ازیں ہٹا لیا گیا تھا اس وجہ سے مقرر کیا ہے۔ کہ انہوں نے ستارہ صبح میں جماعت احمدیہ کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ جو ایک عادل سلطنت اور رعایا پرور گورنمنٹ پر بہت بڑا حملہ ہے۔ رعایا نظام میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے جس طرح حکومت نظام کا یہ فرض ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کی جان مال عزت و آبرو آرام و آسائش کا خیال رکھے اسی طرح جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے لوگوں کی ہر طرح حفاظت اور ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بھی اس کا فرض ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص کو اس لئے اپنے ہاں ایک عہدہ پر فائز کرے۔ کہ اس نے اس کی رعایا کے ایک حصہ کو مذہبی طور پر رنج اور صدمہ پہنچانے میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے ستارہ صبح نے بغیر کسی ثبوت کے یہ اپنی طرف سے لکھ دیا ہے۔ اور اس بات کا ہرگز خیال نہیں کیا۔ کہ اس سے حکومت نظام کے عدل و انصاف پر کس قدر زد پڑتی ہے۔ اب یا تو وہ ان امور کو روشنی میں لائے جن کو پیش نظر رکھ کر اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے یا اپنی غلط کاری پر شرمندگی کا اظہار کرے۔

معذرت

الفضل کے مستقل کاتب کے چلے جانے اور منیجر صاحب کے یہاں کی مشکلات کی وجہ سے کسی اور کاتب کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے مجبوراً الفضل کی اشاعت ایک ہفتہ کیلئے ملتوی کرنا پڑی جس کا ہمیں سخت افسوس اور رنج ہے اور احباب سے معذرت چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ایک تو احباب کو تکلیف ہوئی دوسرے بعض ضروری مضامین جلدی نہ شائع ہو سکے۔ آج تک الفضل نے کبھی کوئی چھٹی نہیں لی اور نہ آئندہ کوئی ارادہ ہے۔ لیکن اگر کسی اس قسم کی رکاوٹ کی وجہ سے جس پر ہم غالب نہ آسکیں۔ مجبوراً کبھی اشاعت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

دعائیں مانگو

از مولینا سید محمد سرور شاہ صاحب
فرمودہ ۵ اپریل ۱۹۱۸ء

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصٰبرین ۰ وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکٰفرین ۰ فاٰتٰھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ واللہ یحب المحسنین (۳-۱۴۷-۱۴۹)

قرآن مجید کا یہ طریق ہے کہ پہلے انبیاء کے ساتھیوں کے حالات بیان کر کے آنحضرتؐ کی امت کو بعض کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور جو لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے تھیں ان کے خطرناک انجام اور برے حالات سے ڈراتا ہے تاکہ امت محمدیہ ان حالات میں مبتلا نہ ہو۔

یہ آیات جو میں نے اس وقت پڑھی ہیں ان میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے انبیاء کے ساتھیوں نے کون سے کام کئے اور ان کاموں کے لئے کون سے ذرائع استعمال کئے جن سے وہ کامیاب ہوئے۔ اور خدا کے فضلوں سے حصہ پایا۔ ایسا کیوں کہا گیا ہے اس لئے کہ ہم بھی وہ کام کریں اور اس اجر کے مستحق ہوں جیسے کہ پہلے ہوئے۔ ہماری جماعت کے لئے بالخصوص یہی ذریعہ کامیابی ہے جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے اور جس کو انبیاء کی جماعتوں کے لوگ استعمال کرتے آئے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کو جہاد فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ ان آیات کی تشریح سے پہلے میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ بنی اسرائیل کے لئے دو تباہیاں مقدر تھیں۔ جن کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں موجود ہے۔ جب پہلا وعدہ ان کی تباہی کا آیا۔ تو ان کی تباہی کے لئے ایک قوم کو مبعوث کیا گیا۔ جو ان کے شہروں میں گھس گئی اور انہیں تباہ کر دیا۔ اور جب دوسرا وعدہ آیا۔ تو ان کی حالت کو بگاڑ دیا۔ اور وہ لوگ جو ان کی تباہی کے لئے مامور کئے گئے ان کی مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں بیہودہ افعال کئے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر صاف طور پر موجود ہے کہ امت محمدیہ امت موسویہ کی مثیل ہے اور اس کو بھی وہی انعامات دیئے گئے ہیں جو بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے۔ اور ایک جگہ کتاب کا ذکر فرما کر فرمایا ہے کہ یہ کتاب اس لئے دی ہے تاکہ معلوم کریں لننظر کیف تعملون۔ تم کیا کرتے ہو۔ تو یا امت موسویہ کے ذکر سے بتلایا گیا کہ امت محمدیہ پر بھی کئی دفعہ دشمن مسلط ہوں گے۔ پھر سورہ کہف میں اس قوم کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس نے دوسری دفعہ مسلط ہونا تھا۔ چونکہ بنی اسرائیل کے لئے ان دونوں حملوں کے بعد ترقی کو روک دینا تھا۔ اس لئے وہ تو تباہ ہو گئے۔ مگر امت محمدیہ کی حالت اس کے برعکس ہے۔ اس آخری حملہ کے بعد امت محمدیہ کی ترقی کے جو ذرائع ہیں۔ ان کا سورہ مریم میں ذکر کیا اور بتایا کہ اس مایوسی کے وقت میں صرف مسیح اور اس کی جماعت کی دعا ہی اسلام کے پودے کو ہرا کرے گی۔ گویا اس وقت سب سے بڑا اور کارآمد ہتھیار صرف دعا ہی ہو گا۔

جہاں تک ہم نے ان حدیثوں کو پڑھا ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا ہی کام کرے گی۔ پس ہماری جماعت خدا کے مسیح کی جماعت ہے اس کا جہاد محض دعا پر منحصر ہے ان کے لئے بجز دعا کے اور کوئی کامیابی کا ذریعہ نظر نہیں آتا۔ دیکھو ان انبیاء کی جماعتوں کا ذریعہ کامیابی دعا کے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی تھا مگر ہماری کامیابی کا ذریعہ صرف دعا ہی ہے ان آیات میں فرمایا کہ ہر ایک نبی کے ساتھ جو لوگ تھے اور جنہوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا وہ نہ تھکے اور نہ سست ہوئے نہ ضعیف۔ بلکہ ان مصائب پر جو اس راہ میں انکو پہنچیں۔ انہوں نے استقلال دکھایا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وما کان قولھم الا اور یہ ان ربیون یعنی خدا کے محبوبین کا اس مقابلہ میں بجز اس کے اور کچھ کام نہ تھا۔ کہ وہ خدا سے دعائیں کرتے تھے کہ خدایا ہمارے گناہوں کو جو حجاب ہو گئے جن کے باعث ہم دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتے ہوں اور جو ہم اپنے کاموں میں حد سے گذرے ہیں۔ اس کو بھی معاف کر۔ اور ہمارے پاؤں کو مضبوط کر دے اور ہمیں اپنے کافروں پر غلبہ بخش۔ جب انہوں نے لگاتار دعائیں کیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کے ثمرہ میں انکو دنیا اور دین کے بہترین انعامات سے مالا مال فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان کا صرف یہ کام ہوتا تھا۔ کہ وہ دعائیں کرتے تھے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ کوئی اور کام کرتے ہی نہ تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے تمام کاموں میں پیش پیش اور اہم ترین کام دعا ہی ہوتا تھا۔ پھر اللہ نے ان کو وہ کچھ دیا جو سب کو معلوم ہے۔

آگے فرماتا ہے واللہ یحب المحسنین اس دعا کی وجہ سے وہ محسنین کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور محسن وہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے قرآن میں اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ نبیوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نبوت محسنین کو حاصل ہوتی ہے۔

مجھے ضرورت نہیں کہ وعظ میں ایسے لفظ استعمال کروں جو دلوں کو گرمائیں۔ کیونکہ یقیناً میں جانتا ہوں کہ جماعت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا سا بیان زبان میرے پاس نہیں تاہم میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی جو انبیاء کرام کے ساتھ ہوتے تھے ان کی حالت اور اپنی حالت کا مقابلہ ہمیں کر کے دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم انہیں کی طرح دعاؤں میں مصروف

رہتے ہیں اور کیا اہم ترین شغل ہمارا دعا ہی ہے۔ اگر انہوں نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ تو خدا ہم سے بھی بخل نہیں کریگا۔ لیکن ہمیں ان انعامات کا اہل تو اپنے آپکو ثابت کرنا چاہیئے۔ اگر ہماری حالت وہی ہے تو ضرور کامیاب ہونگے۔ لیکن اگر ہماری ان جیسی حالت نہیں تو ہمیں ڈرنا چاہیئے ہم لوگوں سے مباحثے کرتے ہیں کہ ہمارا پیشوا نبی تھا اور اس میں شک نہیں کہ وہ فی الواقع نبی تھا۔ لیکن کیا ہماری بھی وہی حالت ہے جو نبیوں کے ساتھیوں کی تھی۔ خدا نے مسیح موعود کے ماننے والوں کو صحابہ میں سے قرار دیا ہے۔ لیکن کیا ہماری حالت وہی ہے۔ جو صحابہ کی تھی۔ اگر ہماری وہ حالت نہیں جو صحابہ کی تھی تو ہمیں شرمندہ ہونا چاہیئے۔

میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے تمام کاموں پر دین کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے کو مقدم کریں۔ اور دعا کو ایک مقصد ٹھہرائیں۔ کیونکہ ہمارے لئے صرف دعائیں ہی کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ ہمارا مقابلہ دشمن کے ساتھ دعا کے ذریعہ ہے۔ ہمارا یہی مقصد ہونا چاہیئے۔ کہ خدا کا کلمہ بلند ہو۔ کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ صحابہ کی گواہی تو خدا نے دی تھی کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ کہ تم بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے فائدے کے لئے نکالے گئے ہو۔ اگر تمہارا مقصد یہی ہوگا تو تم بھی یقیناً کامیاب ہو گے۔ خدا تعالے ہمیں دعائیں کرنے کی توفیق دے۔ آمین ٭

تبلیغ احمدیت کیلئے ایک نیا رسالہ

مسئلہ وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود پر جناب حافظ روشن علی صاحب کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۸ء کی تقریر چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ جس کی مقبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ چھپنے سے پیشتر ہی ۶۰۰ کے قریب جلدوں کی خریداری کے لئے درخواستیں آچکی تھیں۔ کل تقریر ایک ہزار چھپوائی گئی ہے۔ احباب جلدی منگا لیں۔ قیمت ۲ مر فی اور ایک روپیہ سے زائد منگانیوالے احباب کے لئے ۱ر فی کاپی ہو۔ ملنے کا پتہ: مینجر احمدیہ کتب خانہ قادیان ٭

خواجہ حسن نظامی صاحب کی دعوت مباہلہ

اور اس کا اثر

میں ایک نقشبندی مجددی سجادہ نشین کی بیعت میں داخل تھا۔ جنہوں نے تصور شیخ کی مشق کرا کر توجہ میں بٹھلایا۔ لطائف بھی بھی تلقین کئے۔ چنانچہ میں ایک طویل عرصہ تک حبس دم کرکے ورد اسم ذات کرتا رہا۔ تصور شیخ کو بھی اپنا فرض منصبی سمجھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ میرے اعضاء رئیسہ کمزور ہونے لگ گئے کہ دماغ کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ یا تو دو تین سو صفحہ کی کتاب یک لخت پڑھ جانے سے دماغ کو ذرہ بھر تکان محسوس نہ ہوتی۔ یا کسی کتاب کے چار پانچ صفحے پڑھنے سے سر چکرانے لگتا۔

بالعجب۔ کہ تعلیم رسول عربی کے مقابل کیسی کیسی بدعات ایجاد کر لی گئی ہیں۔ تصور شیخ حبس دم لطائف سبعہ کے۔ زرد۔ سرخ۔ سفید۔ سبز۔ سیاہ انوار سلطان الاذکار سے رگ رگ اور بال بال کا اللہ اللہ کرنا حتے کہ زیر ناف بالوں کا بھی۔ نعوذ باللہ پیشاب کا بھی . . . . جن کا حدیث وآیات میں پتہ بھی نہیں چلتا۔ وغیرہ وغیرہ کیا ہی لغو ذکر نکالے گئے ہیں۔

علاوہ اس سے قطع نظر۔ ایک دفعہ میں سفر سے واپس اپنے غریب خانہ میں آیا۔ تو میرا ایک عمزاد بھائی اخبار ستارہ صبح کا وہ پرچہ جس میں خواجہ حسن نظامی صاحب چشتی نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اجمیر میں آنے کی دعوت مباہلہ دی تھی۔ میرے پاس لایا۔ چونکہ مجھے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خاص عداوت تھی۔ اس کے پڑھنے سے جو فرحت میرے دل کو ہوئی۔ وہ مجھے ہی معلوم ہے۔ اس بات کا آناً فاناً شہر میں بڑا چرچا ہو گیا۔ اور خواجہ حسن نظامی صاحب کا نام نامی شہر میں مشہور ہو گیا۔ بعد میں جو جواب حضرت فضل عمر کی طرف سے اخبار الفضل میں شائع ہوا بتوسط جماعت احمدیہ میری نظر سے گذرا۔ جس نے میرے دل پر ایک زبردست گہرا اثر ڈالا۔ یکایک میری طبیعت نے تمیز حق و باطل کی طرف رجوع کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی کتب جن سے پہلے کوسوں دور بھاگتا تھا۔ پڑھنے کے واسطے لایا ادھر حضرت مرزا صاحب کی روحانیت سے بھری ہوئی تحریر ادھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خواجہ حسن نظامی کو میدان مباہلہ میں بار بار للکارنا۔ اور خواجہ صاحب کی بہکی بہکی باتیں اور فرار مجھے جبر کرکے اس بات پر لے آئے۔ کہ میں زمانہ حال کے صوفیا سے سوختہ دل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں داخل ہو جاؤنگا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور بفضلہ تعالی ہر طرح سے اطمینان قلب حاصل ہوا۔ ہذا آج یہ چند سطور لکھتا ہوں۔ کہ شاید کسی بندہ خدا کو فائدہ پہنچے۔ اور احقر کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ مرا د ما نصیحت بود کردیم۔ والسلام۔ غلام قادر احمدی۔ ساکن کوٹ تیسرانی ضلع ڈیرہ غازیخان ٭

پیام صلح کی ایک غلطی کی اصلاح

جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار۔ السلام علیکم! اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۶ء میں ایک رپورٹ چھپی ہے۔ کہ ووکنگ میں عید اضحی کی تقریب پر "اس مبارک یوم کے اختتام پر مسٹر رچرڈسن نے (جن کا اسلامی نام عمر ہے) قبول اسلام فرمایا"۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مسٹر رچرڈسن ایک عرصہ ہوا شیخ خالد شیلڈرک کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے تھے اور اسی وقت ان کا نام عمر رکھا گیا تھا۔ تب سے وہ ہمیشہ مسلمان چلے آتے ہیں۔ چونکہ ان مسلم اصحاب مسٹر شیلڈریک اور مسٹر رچرڈسن کو اس غلط بیانی کا رنج ہوا۔ اس واسطے آپکے اخبار کے ذریعہ سے اس کی تردید کی جاتی ہے۔ امید نہیں کہ خواجہ صاحب نے ایسی بناوٹی اور جھوٹی بات لکھی ہو۔ غالباً ایڈیٹر پیغام صلح کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہوگی اور امید ہے کہ اب وہ اصلاح کر دینگے۔ (راقم قاضی عبد اللہ بی۔ اے۔ لنڈن ۲۴ فروری) (پیسہ اخبار)

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈروں کے سرپرستوں کے لئے ضروری اطلاع

جن احباب کے لڑکے یا اور رشتہ دار تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتے۔ اور بورڈنگ میں داخل ہیں ان کی خدمت میں ایک ضروری امر گذارش کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ وہ احباب توجہ سے اس گذارش کو پڑھیں گے۔ وہ امر یہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا یہ ایک ریزولیشن ہے کہ جو طالب علم بورڈنگ میں داخل ہو اس سے سپرنٹنڈنٹ صاحب دو ماہ کی فیس اور خرچ خوراک پیشگی وصول کریں۔ اور ایک ماہ کے گذرنے پر جب کہ ایک ماہ کی فیس اور خرچ اس لڑکے کے حساب میں زائد بطور فاضل جمع ہونگے۔ اس لڑکے سے ایکماہ کی فیس اور خرچ خوراک پھر وصول کریں۔ غرض بقایا کبھی نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ فاضل اس لڑکے کا باقی رہے۔ لیکن اگر کوئی طالب علم دو ماہ تک کوئی رقم داخل نہ کرے جس کے یہ معنی ہوئے کہ اس کی پہلی داخل کی ہوئی فیس ختم ہو گئی۔ تو اس لڑکے کے سرپرست کو اطلاع دیکر خرچ نہ آنے کی صورت میں بورڈنگ سے خارج کر دیا جاوے۔ لیکن وہ احباب جن کے لڑکے یا رشتہ دار بورڈنگ میں داخل ہیں بخوبی جانتے ہیں کہ اب کبھی کسی لڑکے سے دو ماہ کا خرچ پیشگی نہیں لیا گیا۔ بلکہ احباب کی سہولت کو مدنظر رکھ کر ایکماہ کے خرچ پر بلکہ بعض دفعہ محض وعدہ پر لڑکے کو داخل کر لیا گیا۔ ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایکماہ یا دو ماہ کی دیر پر کسی طالبعلم کو بورڈنگ سے خارج کر دیا گیا ہو۔ یہ کیوں؟ صرف احباب کے اکرام اور ان کی سہولت کے لئے۔ لیکن صدر انجمن احمدیہ کے اس ریزولیوشن پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گو احباب کو سہولت میسر ہوگی لیکن بقایا بڑھنے کی وجہ سے مدرسہ کے فنڈ پر اس کا بہت اثر پڑا۔ علیگڈھ کالج جو مسلمانوں کا قومی کالج کہلاتا ہے۔ اور جسے مسلمان فخریہ پیش کرتے ہیں اس کا یہ دستور ہے۔ کہ جب مہینہ ختم ہوا۔ اور دوسرے ماہ کی پہلی تاریخ کو خرچ کسی طالبعلم نے داخل نہیں کیا۔ اسے فوراً پرنسپل کے حکم سے بورڈنگ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ وہ بھی پہلے ایسا نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب طلباء کے بقایا بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے فنڈ کو نقصان پہنچا تو مجبوراً انہوں نے یہ دستور العمل مقرر کیا۔ شاید بعض احباب خیال کریں کہ یہ معمولی بات ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس وقت ایک ہزار روپیہ کی رقم ایسی ہے جس کے وصول ہونے کی امید نہیں۔ اور جس کی وصولی کی امید ہے وہ بھی بہت کم ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے بقایا کو سود سے ایک مناسبت ہے۔ یعنی جس طرح سود بڑھ کر اضعافاً مضاعفہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کا اتارنا محال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بقایا کا حال ہے۔ مثلاً ایک شخص جو اپنے لڑکے کے ماہانہ خرچ کے دس روپیہ وقت پر ادا نہیں کرتا۔ وہ دو ماہ کے بیس اور تین ماہ کے تیس روپیہ تو بالکل ہی ادا نہیں کرے گا پس ایک طرح پر بقایا لڑکے کے سرپرستوں کے حق میں نہایت مضر ہے۔ اب کئی ایسے طلباء بورڈنگ میں داخل ہیں جن کے ذمہ دو دو سو روپیہ بقایا ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ یہ رقم ایک ماہ کی تو ہے نہیں بلکہ یہ رقم اس وجہ سے ہوئی کہ سرپرستوں نے باوجود مطالبہ کے چھ چھ ماہ یا سال سال تک خرچ نہیں دیا۔ اور جب کہ انہوں نے ماہ بماہ دس روپیہ ادا نہیں کئے تو ایک سال کے ایکسو بیس وہ کس طرح دے سکتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ تم نے کیوں لڑکے کو ایک دو ماہ بعد خرچ نہ آنے کی وجہ سے بورڈنگ سے خارج کر دیا۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اس میں ۱ ہماری غلطی اور ۲ ہماری معذوری ہے۔ غلطی تو یوں کہ اگر ہم خارج کر دیتے تو بیشک بقایا نہ ہوتا۔ اور اتنی لمبی رقم سرپرستوں کے ذمہ واجب نہ ہوتی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کا قانون بھی پورا ہو جاتا۔ اور معذوری اس طرح پر کہ ادھر ہم لڑکے کو نکالتے ادھر اس کے والدین کہتے کہ پیچھے قادیان کے منتظمین ہیں کہ ہم نے تو لڑکے کی اصلاح کے لئے اتنا خرچ کر کے اسے دارالامان بھیجا۔ لیکن وہاں والوں نے ذرا خرچ میں دیر ہوئی اور لڑکے کو نکال باہر کیا۔ اب یہ شکایت صرف منتظمین تک محدود نہ رہے گی۔ بلکہ بعض اوپر پہنچینگے۔ اور حضرت صاحب تک معاملہ پہنچا دیں گے۔ غرض ہماری وہ حالت ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ نہ نکالیں تو ان لوگوں کو کھلائیں کہاں سے اور نکالیں تو ابتلا کا ڈر ہے۔ بعض احباب شاید یہ رائے دیں کہ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس مہینہ کی پہلی تاریخ پر رقم نہیں ہوتی۔ اس سے دس دن ٹھہر کر لینی چاہئے۔ تو میں عرض کرونگا کہ یہ سچ ہے۔ آپ تو کہتے ہیں۔ دس دن۔ میں کہتا ہوں کہ دس دن چھوڑ ہم ایک مہینہ انتظار کرنے کو تیار ہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ چھ چھ ماہ گذر جاتے ہیں۔ اور سال ختم ہونے کو ہوتا ہے۔ لیکن بعض احباب بقائے کی روانگی کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے عدۃ المومن کاخذ الکف یعنی مومن اگر منہ سے کسی چیز کا وعدہ کرے تو اسے ایسا یقینی سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ وہ چیز تمہارے ہاتھ میں آگئی ہے۔ لیکن بعض دوستوں کی حالت یہ ہے کہ وعدہ پر وعدہ ہے لیکن پورا ایک نہیں ہوتا۔ اب ایسی حالت میں خود غور کرنا چاہئے کہ ہم نے آپکے لڑکوں کے لئے ایسا عالیشان بورڈنگ تیار کیا پھر لائق سے لائق سپرنٹنڈنٹ رکھا۔ ہر کمرہ میں ٹیوٹر مقرر کئے۔ باورچی نان پز چپراسی سقے اور خاکروب وغیرہ ملازم نوکر رکھے۔ سامان کا جدا روپیہ خرچ کیا۔ اور ہر طرح آپکے لڑکوں کی تربیت کے سامان کئے۔ لیکن کیا چیزیں مفت آگئیں۔ کیا ان کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ صاف ظاہر ہے اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب انتظام تبھی قائم رہ سکتا ہے۔ جب کہ طلباء ماہ بماہ فیس ادا کریں۔ اور خوراک کا خرچ جمع کرائیں۔ لیکن اگر طلباء روپیہ نہ دیں۔ تو کس روپیہ سے ہم کھانا انہیں کھلائیں۔ پھر جو ایسا

Digtized by Khilafat Library

قدرنا خیر با ہر معاملگی ہم سے کی جاوے تو ہم کس طرح بورڈنگ کا انتظام قائم رکھ سکتے ہیں۔

میری اس شکایت سے ایسا نہ سمجھا جاوے کہ ہمیں ہمیشہ بد معاملہ لوگوں سے ہی واسطہ پڑتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہم شکر کرتے ہیں کہ اکثر احباب اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ اور یہ جان کر کہ جس قدر بقایا زیادہ ہوگا اتنی ہی اس کی ادائیگی مشکل ہوتی جائیگی۔ وہ جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جہاں ہمیں فرض شناس احباب ہیں۔ وہاں چار ایسے بھی ہیں جو خود بھی مشکل میں پڑتے ہیں۔ اور ہمیں بھی مشکل میں ڈالتے ہیں۔ اس شکایت کے وہی احباب ذمہ وار ہیں اب میں نے احباب کے سامنے اس امر کے دونوں پہلو اچھی طرح واضح کر دیئے ہیں۔ اس لئے میں اس عرضداشت کو ختم کرتا ہوا ذیل کے چند امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب ہماری گذارش پر عمل کر کے ہماری مشکلات کو ہلکا کریں گے۔

۱۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ جلد سے جلد بقایا خواہ یکمشت خواہ باقساط ادا کریں۔

۲۔ جن کے ذمہ بقایا نہیں وہ احتیاط رکھیں کہ کبھی خرچ بھیجنے میں تاخیر نہ ہو کیونکہ تاخیر ہوئی اور دوسرا مہینہ آیا۔ اور خرچ دوگنا ہو جاویگا۔ اور پھر ادائیگی مشکل ہو جاویگی۔

۳۔ جو احباب اپنے لڑکے بورڈنگ میں داخل کرنے کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ وہ لازماً دو ماہ کا پیشگی خرچ ساتھ بھیجیں۔

۴۔ جن احباب کی خدمت میں بورڈنگ کے منتظمین کی طرف سے مطالبہ اور تقاضا ہو۔ وہ اس سے ناراض نہ ہوں۔ یہ تو ان کا فرض ہے۔ وہ تو بیچارے ادب سے مطالبہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا یعنی جس نے کسی سے کچھ لینا ہو وہ اپنا مطالبہ سخت سے سخت لفظوں میں بھی کرے۔ تو برداشت کرنا چاہیئے۔

۵۔ مقامی انجمنوں کے سکرٹری جہاں چندہ کی وصولی کا اہتمام اور جماعت کی عام نگرانی کرتے ہیں وہاں یہ بھی مد نظر رکھیں کہ ان کی جماعت میں سے جس صاحب کا لڑکا قادیان میں تعلیم پا رہا ہے۔ آیا اس کے ذمہ بقایا تو نہیں ہو گیا۔ والسلام

(سید محمد اسحاق سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان)

دبدبۂ خسرویم شد بلند
زلزلہ در گور نظامی فگند

مندرجہ بالا شعر امیر خسرو دہلوی کی فارسی مشہور کتاب مطلع الانوار کا ہے۔ جو مخزن الاسرار مصنفہ نظامی گنجوی کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ یہ شعر بطور الہام کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اور اس کے متعلق حضرت اقدس کی کوئی تفہیم یا تشریح شائع نہیں ہوئی۔ حضرت اقدس کے الہامات بالعموم پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس شعر میں بھی کسی اہم واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ جو آئندہ زمانہ میں وقوع آنا تھا۔ الہاموں میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کو بصیغہ ماضی بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں ان کا ظہور میں آنا ایسا یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ وقوع میں آچکے۔ الہام مندرجہ عنوان میں بھی افعال ماضی استعمال کئے گئے ہیں۔ ان سے یہ نہیں تصور کرنا چاہیئے۔ کہ کسی گذشتہ واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔ آیہ کریمہ غُلِبَتِ الرُّومُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ الخ میں بھی فعل ماضی سے رومیوں کے مغلوب ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اگر الہام زیر بحث میں پیشگوئی نہیں تھی تو اس کے نازل ہونے کا کیا مطلب تھا۔ خدا کا کلام لایعنی اور بے مطلب نہیں ہوتا۔ ابتداءً اس شعر کا بنانے والا فارسی النسل تھا۔ اور دہلی کا رہنے والا تھا۔ پھر جس ذات بابرکات پر اس کا نزول بطور وحی کے ہوا وہ بھی فارسی النسل تھا۔ . . .

. . . .

. . . . سلامتی۔ اور اس کا شاہزادہ تھا اور اس کو بھی دہلی سے ایک خاص تعلق تھا۔ پس اس شعر کو دہلی سے ایک تعلق اور نسبت ہے۔ جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس واقعہ کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کا ظہور دہلی میں ہونا تھا۔ اور نظامی نام کسی مشہور آدمی پر اس کی زد پڑنی تھی۔ اور وہ نظامی ایسا ہونا تھا۔ جس کو گور کے ساتھ نسبت ہونی تھی۔ اور اس گور کی نسبت کی وجہ سے ہی اس نے نظامی کہلانا تھا۔ گور کی نسبت دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ (۱) یہ کہ وہ شخص کسی مشہور قبر کا مجاور یا پجاری یا متولی ہو۔ (۲) یہ کہ وہ گور پرست ہو اور گور پرستی سے پیٹ پالتا ہو۔ یا کشف قبور کا مدعی ہو اس الہام سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اس نظامی کی قبر میں زلزلہ ڈالنے والا خلیفۃ المسیح موعود یا اس کا ایسا قائم مقام ہے۔ جس کا وجود مسیح موعود کا وجود اور جسکا کام مسیح موعود کا کام ہے۔ کیونکہ خسرویم کا ضمیر متکلم ظاہر کرتا ہے کہ وہ وجود جس کے دبدبہ سے نظامی پر زلزلہ پڑنا تھا۔ خدا کی بادشاہت اور اس کے جلال اور شوکت کا مظہر ہے۔ پچھلے دنوں خواجہ حسن نظامی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور پھر جب حضرت کی طرف سے مدلل اور معقول طور سے جواب دیا گیا۔ اور مباہلہ کو ہر طرح ممکن سہولت کے ساتھ منظور کیا گیا۔ تو خواجہ صاحب کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ بغلیں جھانکنے لگے اور حیلے بہانے تراشنے۔ جن لوگوں نے فریقین کی تحریریں انصاف سے بغور پڑھی ہیں۔ وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے کس طرح راہ فرار اختیار کی اور کیسا زلزلہ ان کے وجود اور شہرت عامہ پر پڑا۔ عقلمندوں اور تدبر کرنے والوں کے لئے اس میں ایک زبردست نشان ہے۔ جو مسیح موعود کی صداقت اور حضرت خلیفۃ المسیح کے خلیفۃ اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ ہمارے پیغامی بھائیوں کو خاص طور پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس نے نظامی پہ زلزلہ ڈالا اس کو الہام الٰہی نے کیا شان عطا کی ہے۔

(راقم ایک حق پسند)